حاکم علی برڑو

لیکچرار، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

سندھی افسانوں کے اردو تراجم

This article deals with the Urdu translation of Sindhi short stories. The languages of different civilizations are sharing their symbolic and cultural aesthetics with each other. Translation is one of the vital and basic tools of sharing this aesthetics. Sindhi and Urdu languages are very close to each other in many respects. Short story genre plays a very dynamic role in the presentation of cultural activities of any society. Sindhi short stories depict the landscape of Sindh with its religious, cultural and social aspects of life. The translation of Sindhi short stories into Urdu introduces the problems of a very rich and oldest society of this area. In the present research, the author has made a survey of various translations of Sindhi short stories into Urdu and has discussed these cultural and social aspects of Sindhi.

تراجم کی یوں تو بے شمار قسمیں ہیں لیکن ان میں سے بنیادی حیثیت تین تراجم کو حاصل ہے:

(i) علمی ترجمہ

(ii) ادبی ترجمہ

(iii) صحافی ترجمہ

ادب وہ آئینہ ہے جس میں معاشرے کو اپنی صورت جیسی ہے ویسی نظر آتی ہے۔ اور وہ معاشرہ ادب کے ذریعے حسن و قبح سے آگہی حاصل کرتا ہے اور ایک نیا شعور حاصل کرتا ہے۔ ادب اس بادِصبا کی مثل ہے جو درخت کے بوسیدہ اور خزاں رسیدہ پتوں کو جھاڑ دیتی ہے۔

سندھی ادب کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھی ادب نہ تو حاکموں، امیروں اور جاگیرداروں کے درباروں اور خلوت گاہوں میں پروان چڑھا ہے اور نہ ہی صرف ذہنی عیاشی اور تفریح تک محدود رہا ہے بلکہ وہ ہر دور میں معاشرے کا ترجمان رہا ہے۔ سندھی ادب کا سب سے قابل قدر پہلو یہ ہے کہ اس زبان میں لکھا گیا جس کی جڑیں اس دھرتی میں پیوست ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سندھی ادب اپنے اردگرد کے حالات و واقعات کا بھرپور عکاس ہے اور اس کا ابلاغ بے حد موثر ہے۔

سندھی زبان میں شاعری کے بعد مقبول ترین صنف افسانہ ہے۔ سندھی ادب میں افسانے کی ابتدا انگریزوں کی آمد سے ہوئی اس سلسلے میں ''سورٹھ رائے ڈیاچ (۱۸۴۹ء) بھنبھے زمیندار جی گالھ از غلام حسین قریشی (۱۸۵۴ء) سدھاتوروئیں کدھا تورو

(۱۸۵۵ء) اور ''مفید الصبیان'' سید میراں محمد شاہ اول (۱۸۶۱ء) جیسی اخلاقی اور اصلاحی کہانیاں لکھی گئیں جو ابتدائی افسانوں کے طور پر موجود ہیں۔ ان ساری کہانیوں میں داستانوں جیسی کیفیات ہیں، البتہ مافوق الفطرت کردار اور غیر فطری واقعات سے ہٹ کر ان کہانیوں میں مقامی ماحول اور مذہبی و اخلاقی قدروں کو نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے۔

مذکورہ کہانیوں کو افسانہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ افسانے کی فنی تکنیک پر پورا نہیں اترتیں۔ ۱۹۱۴ء میں مرزا قلیچ بیگ نے سندھی میں ''شریف بیگم'' کے عنوان سے افسانہ لکھا جو افسانے کے فنی تقاضوں پر پورا اترتا ہے اور اسے جدید افسانوی ادب کا آغاز کہا جا سکتا ہے۔ افسانے کی تکنیک کے مطابق سندھی میں افسانہ ۱۹۱۴ء میں لکھا گیا۔ ''۱۹۱۴ء میں مرزا قلیچ بیگ نے ''شریف بیگم'' جیسا قابل قدر افسانہ لکھا جسے جدید افسانوں کا صرف آغاز کہا جا سکتا ہے۔''[۱]

آفاق صدیقی کے مطابق:

> ''سندھی زبان و ادب میں مختصر افسانہ نگاری کی بساط پچھلے پچاس برس کے عرصے پر محیط ہے۔ ۱۹۴۰ء سے پہلے کا افسانوی ادب فکری اور فنی لحاظ سے ان روایات کا پاسدار رہا جو اصلاح معاشرہ سے عبارت تھیں۔ اردو ادب میں سرسید احمد خاں اور ان کے ذی شعور رفقاء نے مغربی اثرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو اصلاحی رجحانات اپنائے تھے وہ کافی حد تک سندھی ادب کے حصے میں بھی آئے۔''[۲]

۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۵ء تک کے عہد کو سندھی افسانے کا ابتدائی دور کہا جاتا ہے۔ جس میں افسانہ نگاروں نے معاشی اور معاشرتی مسائل کی طرف توجہ دلائی اور معاشرتی اصلاح کے لیے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا جو اخلاقی اقدار پر مبنی تھا۔

۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۰ء تک دوسرا دور شروع ہوا جس کی ابتدا میں متعدد ہندوستانی اور مغربی افسانوں کے تراجم کیے گئے۔[۳] تاہم جو طبع زاد افسانے لکھے گئے ان کی معیاری حیثیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ''سندو''، ''نئین دنیا''، ''آشا اور کھاٹی''، اس دور کے قابل قدر سندھی رسالے ہیں جنھوں نے افسانے کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اس عہد کے نمایاں افسانوں اور افسانہ نگاروں میں انارکلی از پیر حسام الدین راشد، اسکول ماستریانی از عبداللہ عبد، غربت از لطف اللہ بدوی ادو عبدالرحمان از امرلعل ہنگو رانی، ململ جو چولو از عثمان علی انصاری جیسے اہم افسانہ نگار قابلِ ذکر ہیں۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک سندھی افسانے کا تیسرا دور ہے۔ یہ دور سندھی ادب کا بے حد قیمتی سرمایہ ہے۔[۴] تحریک پاکستان کی ابتدا بھی اس دور میں ہوئی اور اسی دور میں برصغیر کی ساری زبانوں کے ادیبوں نے ترقی پسند ادب کا جھنڈا لہرایا اس طرح ان دونوں تحریکوں کا سندھی افسانے پر گہرا اثر پڑا اور سندھی افسانہ نگاروں کو نئے موضوعات مل گئے جن پر انھوں نے طبع آزمائی کی۔ اس دور میں گوبند پنجابی کی کہانیوں کا مجموعہ ''سرد آہوں'' (سرد آہیں) (۱۹۴۲ء) اور ریگستانی پھول (۱۹۴۴ء) اور نامور ادیب شیخ ایاز کے افسانوں کا مجموعہ سفید وحشی (۱۹۴۷ء) شائع ہوا جس میں شیخ ایاز نے انگریزوں کے ظلم و استبداد کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے قلم کے ذریعے بغاوت، احتجاج اور مزاحمت کا علم بلند کیا۔

قیام پاکستان کے بعد سندھی افسانہ نگاروں میں بعض اہم نام سامنے آتے ہیں جن میں مرد افسانہ نگاروں کے ساتھ خواتین افسانہ نگار بھی شامل ہیں، سندھی زبان کے اہم افسانہ نگاروں میں جمال ابڑو، ایاز قادری، غلام ربانی آگرو، حفیظ شیخ، ع۔ ف۔ شیخ، ابن حیات، پنھور، محمد اسماعیل عرسانی، نسیم کھرل، نجم عباسی، رشید بھٹی، سوبھو گیاں چندانی، حفیظ قریشی، الہداد بوہیو، امر جلیل، بدر ابڑو،

آغا سلیم، سراج الحق میمن، عبدالجبار جونیجو، عبدالقادر جونیجو، علی احمد بروھی، غلام نبی مغل، مرادعلی مرزا، ولی رام والبھ اورحمید سندھی وغیرہ وغیرہ جیسے ہم نام ملتے ہیں اور خواتین افسانہ نگاروں میں خیرالنساء جعفری، بیگم زینت چنہ، ثمیرہ زرین، نورالہدیٰ شاہ، ماہتاب محبوب، رشیدہ حجاب شبنم گل، نسیم تھیبو وغیرہم جیسے اہم نام ملتے ہیں۔

امر جلیل سندھی ادب کا اہم نام ہے جو سندھی افسانے میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ وہ کم و بیش ڈیڑھ درجن کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کے کئی افسانوں کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان کی مشہور و مقبول کہانی اقبال اے ٹربل (مترجم سعیدہ درانی) ''اروڑ کا مست'' (مترجم منظور بیدار) اجالا'' کہانی (مترجم سعدیہ نسیم) اردو میں ترجمہ ہوئیں، جو تخلیق لاہور کے سندھی ادب نمبر ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئے۔ ان کے علاوہ ان کی ایک اور مقبول کہانی ''خونی رات'' جسے آفاقی صدیقی نے بہت موثر پیرائے میں اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ اس کے علاوہ اُن کی ایک اور مقبول کہانی ''ساجن میرا دوست'' کو عنایت اللہ نے اردو میں ترجمہ کیا جو''نئی قدریں'' حیدر آباد کے''سندھی ادب نمبر'' میں۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ان کی کہانی ''بریدہ بازو کا وارث'' جسے فہیم شناس کاظمی نے اردو میں منتقل کیا۔ اس کے علاوہ ایک اور مقبول کہانی ''دھرتی کی دھول آسمان کے تارے'' جیسی اہم کہانی کا اکبر لغاری نے اردو میں ترجمہ کیا۔ امر جلیل کی ایک اور کہانی ''سفر سے سفر تک'' کا ترجمہ آفاق صدیقی نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ ''پرندہ'' اور''دیو مالائی قصہ'' جنھیں شاہد حنائی نے خوبصورت انداز میں ترجمہ کیا ہے۔ سندھی کی علامتی کہانیوں میں منتخب ٹھہرتی ہیں کہ ان میں امر جلیل نے کتابت لفظی کے ساتھ نہایت بلیغ علامتوں کا استعمال کیا ہے۔ امر جلیل نے خود اپنی کہانیوں کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے جن میں''تاریخ کا کفن''،''سفر ہے شرط'' اور''فاختہ کا نوحہ'' اہم ہیں، جنھیں طاہر اصغر نے مرتب کیا ہے۔

آغا سلیم بھی سندھی افسانوی ادب کا ایک اہم اور مقبول نام ہے جس کی مشہور اور مقبول کہانی ''روشنی کا سفر'' جسے ولی رام ولبھ نے اردو میں خوبصورت پیرائے میں ترجمہ کیا ہے۔ بشیر موریانی کی کہانی ''اچھوت'' جسے سعید قائم خانی اور آفاق صدیقی نے جدا جدا ترجمہ کیا ہے یہ کہانی ذات پات اور طبقاتی منافرت کے خلاف نہایت پرتاثر کہانی ہے۔ اس کے علاوہ سراج میمن کی مقبول اور مشہور کہانی ''آٹھواں آدمی'' کو شاہد حنائی نے ترجمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ سوبھو گیان چندانی کا افسانہ''کون جانے بہار کب آئے'' کا ترجمہ ابرار الرحمٰن جاوید نے کیا ہے جو طاہر اصغر کے مرتب کردہ شاہکار سندھی افسانے (انتخاب) میں بھی موجود ہے۔

جدید سندھی ادب میں شیخ عبدالرزاق راز کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے بیک وقت ادب کی تمام اصناف میں یکساں دل چسپی لی ہے۔ ان کی دل آویز کہانی جسے آفاق صدیقی نے ''اپنوں سے بچھڑا پنچھی'' کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا ہے، یہ اپنے عہد کی منتخب کہانیوں میں شامل رہی ہے۔ یہ سندھی افسانے کی اولین علامتی کہانیوں میں شمار ہوتی ہے۔

طارق اشرف کی کہانی ''موڑ'' کا ترجمہ ڈاکٹر سعدیہ نسیم نے کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ ان کی کہانی ''قتل'' کا ترجمہ سعیدہ درانی نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ عبدالقادر جونیجو کی کہانیوں کے بھی اردو تراجم ہوئے ہیں جن میں''قلعے کی دیوار'' سعیدہ درانی،''لہروں کی واپسی'' مرحب قاسمی اور عورت ذات کا ترجمہ ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی نے کیا۔ اسی طرح علی احمد بروہی کی ایک کہانی ''چاچا جیون کا فوٹو لگانا'' کا ترجمہ بھی سعیدہ درانی نے کیا ہے جو ان کے مرتب کردہ سندھی افسانے میں بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ مشہور افسانہ نگار ع۔ق۔شیخ کے مشہور افسانے''مکومست'' کا بھی ترجمہ سعیدہ درانی نے کیا ہے جو اُن کی مرتبہ کتاب میں موجود ہے۔

علی بابا کی کہانی ''جانوروں کی دنیا'' کا ترجمہ رضیہ طارق نے کیا ہے جو طاہر اصغر کی مرتب کردہ شاہکار سندھی افسانے

(انتخاب) میں موجود ہے۔ غلام ربانی آگرو کی کہانی ''برے ہیں بھنبھور میں'' سعید قائم خانی نے ''ایسے ایسے ظالم ہیں اس بڑے بھنبھور میں'' کے نام سے ترجمہ کیا جبکہ آفاق صدیقی نے اسے طغیانی کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔ اس طرح ان کی کہانی ''آب حیات'' کا بھی ترجمہ آفاق صدیقی نے کیا ہے۔ اور آگرو صاحب کی مشہور کہانی ''پیار کی پری'' کا ترجمہ سعیدہ درانی نے کیا ہے جو منتخب سندھی افسانے میں موجود ہے۔ غلام نبی مغل کی کہانی ''شیشے کے گھر'' کا ترجمہ آفاق صدیقی نے کیا ہے۔ قاضی خادم کا افسانہ ''پردیسی'' کا ترجمہ جام ساقی نے کیا ہے جو سندھی معاشرے کی عمومی افتاد اور ستم راینوں کا آئینہ ہے اور ان کے علاوہ ان کے افسانے ''بھاڑے کا ٹٹو'' کا ترجمہ سعدیہ نسیم نے کیا ہے اور ان کی کہانیاں ''بھوکی'' کاؤنٹ ڈاؤں اور چائے سے خالی کپ کا ترجمہ ڈاکٹر فارق مغل نے کیا ہے۔ ان کہانیوں میں قاضی خادم نے ہزار شیوہ زندگی کے نہ جانے کتنے رنگ اور روپ اور انداز دکھائے ہیں۔ کلیم لاشاری کے افسانوں کے تراجم شاہد حنائی نے کیے ہیں جن میں ''مرسی کلنگ'' اور ''عوام'' شامل ہیں اور شاہد حنائی نے قمر شہباز کے افسانے ''کالی رات'' کا بھی اردو ترجمہ کیا ہے۔

مانک سندھی جدید افسانے کا اہم نام ہے ان کی کہانی ''بے وقت موت'' کا ترجمہ فہیم شناس کاظمی نے ۲۰۰۱ء میں کیا ہے۔ نجم عباسی کی ایک دلچسپ کہانی ''صدمہ'' اور ''پاؤں چھونے کے لیے'' جسے خود نجم عباسی نے ترجمہ کیا اور یہ دونوں کہانیاں طاہر اصغر کی مرتب کردہ کتاب میں موجود ہیں اور اس کے علاوہ ان کی کہانی ''کونج نے کہانی سنائی'' جسے شاہد حنائی نے ترجمہ کیا ہے۔

معروف سندھی افسانہ نگار نسیم کھرل کی اہم کہانی ''کافر'' کا ترجمہ سعید قائم خانی نے کیا ہے اور اس کے علاوہ ''گندی انگلی'' کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ اور ''پڈ نگ'' کہانی کا ترجمہ اعجاز احمد فاروق نے کیا ہے جو طاہر اصغر کے مرتب کردہ انتخاب میں شامل ہے۔

ولی رام ولبھ کی ایک نادر کہانی کو سعیدہ درانی نے ''لکیریں جو پھلانگی نہ جاسکیں'' کے نام سے اردو ترجمہ کیا ہے اور اپنی مرتب کتاب ''منتخب سندھی افسانے'' (اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد) میں شامل کیا ہے۔ اس سے قبل سعیدہ درانی کا کیا ہوا ترجمہ سہ ماہی ادبیات اسلام آباد کے شمارہ ۲۴، جلد ۱، ۱۹۹۳ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اسی کہانی کو بشیر عنوان نے ''حدیں جو پھلانگی نہ جاسکیں'' کے نام سے ترجمہ کیا ہے اور ''زندگی سے کٹا ہوا ٹکڑا'' میں شامل ہے جس سے مذکورہ کہانی کی اہمیت اور مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد کئی سندھی افسانے کے لکھاری ملتے ہیں جن کے مشہور و مقبول افسانے دوسری زبانوں کے علاوہ اردو میں بھی وقتاً فوقتاً ترجمے بھی ہوتے رہے ہیں۔

ان میں رسول میمن کی کہانی ''پارس ہاتھ'' جیسے اردو میں ادل سومرو نے ترجمہ کیا، اسی طرح بدر ابڑو کی کہانی ''زخمی گھٹنوں کے ساتھ رینگتا ہوا آدمی'' شاہد حنائی نے خوبصورت انداز میں ترجمہ کیا ہے۔ محمد صدیق منگھیو کی بھی کہانی ''پرندوں کا وطن'' ''عقیدہ'' بھی شاہد حنائی نے ترجمہ کیا ہے اور رزاق مہر کی کہانی ''عقیدہ'' بھی شاہد حنائی نے ترجمہ کیا یہ کہانیاں شاہد حنائی کے کیے ہوئے تراجم پر مشتمل مجموعے ''شاہکار سندھی کہانیاں'' میں شامل ہیں۔

انیس انصاری سندھی ایک موثر افسانہ نگار ہیں، جو متحرک منظر نامے بنانے اور زندہ رواں دواں کردار تراشنے میں فنی پختگی رکھتے ہیں ان کی مقبول کہانی ''جہنم'' جیسے محمد رمضان کمبوہ اور سعیدہ درانی نے جدا جدا ترجمہ کیا ہے۔

اس کے علاوہ سندھی ادب کی افسانہ نگار خواتین کے افسانے بھی اردو میں ترجمہ ہوئے ہیں۔ ان میں بیگم زینت عبداللہ چنہ کی کہانی ''مٹھی'' کا ترجمہ سعید قائم خانی نے پپی (پیار بوسہ) کے عنوان سے کیا ہے جب کہ آفاق صدیقی نے اسے مٹھی (پیار......

بوسہ) کے عنوان سے ترجمہ کیا ہے۔

ثمیرہ زرین کے افسانے ’’تھور کا درخت‘‘، خیرالنسا جعفری ’’تخلیق کی موت‘‘، رشیدہ حجاب کے افسانے ’’نو اور دس‘‘ کا ترجمہ سعیدہ درانی نے ترجمہ کیا ہے جو ان کی کتاب میں موجود ہے۔ ماہتاب محبوب جو سندھی افسانے کی خواتین میں ایک نہایت وقیع اور عصر ساز نام ہے، ان کی مشہور کہانی کا ’’مریم کا بت‘‘ کے نام سے مرحب قاسمی نے ترجمہ کیا ہے۔ نورالہدیٰ شاہ کے افسانے ’’گورکن‘‘ کا ترجمہ سعیدہ درانی نے کیا ہے جو ان کی مرتب کردہ کتاب میں موجود ہے اس کے علاوہ ان کی اہم کہانی ’’میرے بیٹے کی ماں‘‘ کا ترجمہ شاہد حنائی نے کیا ہے اور کہانی ’’پاتال‘‘ اور دوسری ’’تنور کی طرح دہکتا ہوا تن‘‘ کو بالترتیب رضیہ سلطان اور احمد نصیر نے ترجمہ کیا ہے۔ یہ دونوں کہانیاں طاہر اصغر کی مرتب کردہ کتاب سندھی شاہکار افسانوں میں موجود ہے۔

۱۹۹۳ء میں اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد نے ’’منتخب سندھی افسانے‘‘ (مرتب و مترجم سعیدہ درانی) شائع کیے۔ مترجمہ نے ۲۱ کے قریب سندھی کے شاہکار افسانوں کا ترجمہ کیا ہے۔ آغا سلیم کا افسانہ ’’درد کا شہر‘‘، امر جلیل کا افسانہ ’’اقبال ان ٹربل‘‘، انیس انصاری کا ’’جہنم‘‘، بیگم زینت عبداللہ چنہ ’’من اجلا تن اجلا‘‘، ’’جمال ابڑو ’’بدمعاش‘‘، حمید سندھی ’’سمندر اور میں‘‘، خیرالنساء جعفری ’’تخلیق کی موت‘‘، رشید بھٹی ’’کالے کا دسواں عشق اور کار‘‘، ’’رشیدہ حجاب ’’نو اور دس‘‘، سراج ’’خوں آلود رات‘‘، ثمیرہ زرین ’’تھور کا درخت‘‘، عبدالجبار جونیجو ’’تتلی‘‘، عبدالقادر جونیجو ’’قلعے کی دیوار‘‘، ع۔ق شیخ ’’ملومست‘‘ علی احمد بروہی ’’چاچا جیونے کا فوٹو لگانا‘‘، غلام ربانی آگرو ’’پیار کی پری‘‘، ’’غلام نبی مغل ’’رات کی آنکھیں‘‘، ’’غیاث جونیجو ’’بھکاری‘‘، مرادعلی مرزا ’’خوبصورتی اور دیوانگی‘‘ نور الہدیٰ شاہ ’’گورکن، والی رام ولبھ‘‘ لکیریں، جو پھلانگیں نہ جاسکیں قابلِ ذکر ہیں۔ ان تراجم میں سندھی متن کو اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے جو حقیقت میں ایک مشکل اور کٹھن کام ہے کیونکہ کسی بھی زبان میں پورے متن کو ترجمہ کرنا اور اس کے پیغام کی رسائی دوسری زبان والے تک پہنچانا ایک ہنر کا کام ہے۔ اس ترجمہ میں اردو پڑھنے والے کو سندھی معاشرہ سانس لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور ترجمہ بھی رواں ہے۔

اس کے علاوہ شاہکار سندھی افسانے (انتخاب) کے مترجم سے طاہر اصغر نے سندھی افسانوں کے تراجم یکجا کیے ہیں جو فکشن ہاؤس لاہور سے شائع ہوئے اس کتاب میں بھی مختلف افسانہ نگاروں کے ۳۱ افسانے دیے گئے ہیں جو مختلف ادیبوں نے سندھی سے اردو میں ترجمے کیے ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے یہاں اُن کی تفصیل دی جاتی ہے۔

افسانہ	تخلیق	ترجمہ
ایک گھر کی اصلی پینٹنگ	ارشاد شیخ	ترجمہ: ارشاد شیخ
پلس مائنس، زیرو	ارشاد شیخ	ترجمہ: ارشاد شیخ
جوتے سے موت	الہداد بوہیو	ترجمہ: الہداد بوہیو
مصنف، گواہ اور وکیل	الہداد بوہیو	ترجمہ: الہداد بوہیو
سنی سنائی	امر جلیل	ترجمہ: منظور بیدار
اروڑ کا مست	امر جلیل	ترجمہ: سراج چنہ
تاریخ کا کفن	امر جلیل	ترجمہ: امر جلیل
سفر ہے شرط	امر جلیل	ترجمہ: امر جلیل
فاختہ کا نوحہ	امر جلیل	ترجمہ: امر جلیل

ڈاچی	ا۔ن۔اشک	ترجمہ:سلیم انور
جنگل ریاست کی کہانی	بدر ابڑو	ارابِ عظیم
یتیم بندریا ناچتی ہے	بدر جمال ابڑو	خواجہ اسلم
مہربانی	جمال ابڑو	ترجمہ: نور محمد شیخ
تمام لوگوں کی دھرتی کے نام	حسن مجتبیٰ	حسن مجتبیٰ
کالا منہ	حشمت اللہ میرٹھی	حشمت اللہ میرٹھی
مصور کی موت	حفیظ قریشی	ابوالحسنات زوبی
جن میں اور	حلیم بروہی	رضیہ طارق
پارس ہاتھ	رسول میمن	ادل سومرو
کون جانے بہار کب آئے	سوبھو گیان چندرانی	ابرار الرحمٰن جاوید
آدھ جلی سگریٹ	طارق عالم	رضیہ طارق
وقفہ	طارق عالم	رضیہ طارق
مورکھی	ع۔غ۔سندھی	ع۔غ۔سندھی
جانوروں کی دنیا	علی بابا	رضیہ طارق
نوا یگزٹ	کیلاش	قمر افضل قمر
گم شدہ سر	قاضی خادم	سعدیہ نسیم
صدمہ	نجم عباسی	نجم عباسی
پاؤں چھونے کے لیے	نجم عباسی	چانڈیو منیر احمد
پڈ نگ	نسیم احمد کھرل	اعجاز احمد فاروق
پاتال	نورالہدیٰ شاہ	رضیہ سلطان
تنور کی طرح دہکتا ہوا تن	نورالہدیٰ شاہ	احمد نصیر

سندھی افسانے کے اردو تراجم کی اس مختصر روایت سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ سندھی زبان افسانوی ادب کی ایک بھرپور روایت موجود رہی ہے اور تراجم کے ذریعے دیگر پاکستانی زبانوں کے لکھاری بھی اس سے آشنا ہو سکے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ الانا، غلام علی، ''سندھی افسانے پر ایک نظر'' (مضمون) مشمولہ جدید سندھی ادب، اردو تراجم، آفاق صدیقی پاکستان فاؤنڈیشن لاہور، جون ۱۹۷۷ء، ص۹

۲۔ سہ ماہی ادبیات، مدیر اعلیٰ خالد اقبال یاسر، شمارہ ۱۷، جلد ۵، ۱۹۹۱ء، ص ۲۱۵، ۲۱۳

۳۔ میمن عبدالمجید سندھی، ڈاکٹر، سندھی ادب کی مختصر تاریخ، جام شورو، انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی، سندھ یونیورسٹی، ص۲۷۱

۴۔ ایضاً، ص۲۷۲